غیر ملکی طلبہ کے اخراج کا فیصلہ — مضمرات ونتائج

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
(ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

موجودہ ملکی وغیر ملکی حالات کے تناظر اور دینی مدارس کے خلاف ہونے والے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر سرکاری حلقوں کی طرف سے جو غیر دانشمندانہ فیصلے سامنے آئے ہیں، ان میں سے ایک فیصلہ غیر ملکی طلبہ کی ملک بدری کا ہے کہ وہ طلبہ جو پاکستانی شہریت کے حامل نہیں بلکہ پاکستان میں ان کا قیام صرف اور صرف دینی تعلیم کی تحصیل کی غرض سے ہے انہیں واپس بھیج دیا جائے اور پاکستان کے دینی مدارس آئندہ کسی بھی غیر ملکی طالب علم کو داخلہ نہ دیں۔

یقیناً اس دور میں جب کہ پوری دنیا میں یہ بات ایک اصول مسلّم بن چکی ہے کہ ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ ''وہ مکمل زندگی آزادی اور خودمختاری سے گزارے اور کسی بھی شخص کو خواہ وہ کتنا ہی بالاتر و بااختیار ہو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی کے معاشی، معاشرتی، تہذیبی، تعلیمی یا مذہبی حق کو غصب کرے'' ہماری حکومت کا یہ فیصلہ کوئی دانشمندانہ اور قابل ستائش فیصلہ نہیں اگر ضد وعناد کی عینک اتار کر سنجیدگی سے اس فیصلے کے مضمرات اور نتائج کی طرف نظر کی جائے تو اس فیصلے کی حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے اور عقل سلیم رکھنے والے کسی بھی فرد کے لیے اس فیصلے کی اچھائی و برائی جاننا کوئی مشکل نہیں رہتا، سرکاری حلقوں اور ارباب مدارس کے درمیان اس معاملہ پر ہونے والی گفتگو ابھی تک کسی فیصلہ کن مرحلے میں داخل نہیں ہوئی جس کی بنیادی وجہ ارباب اقتدار کی طرف سے ہونے والی ٹال مٹول اور حیلے بہانے ہیں، حالانکہ فریقین کے باہمی تعاون کے بعد اس مسئلے کا حل ہونا کوئی مشکل نہیں۔ آئندہ سطور میں ہم اس فیصلے کی قانونی، اخلاقی اور شرعی حیثیت اور اس پر مرتب ہونے والے عواقب ونتائج، بین الاقوامی برادری میں پاکستان کے بارے میں پیدا ہونے والا تاثر اور حریف ملک بھارت کو حاصل ہونے والے فوائد وثمرات کا مختصر ذکر کریں گے۔

جہاں تک اس فیصلے کے قانونی پہلو کا حوالہ ہے تو قانونی رو سے قطعاً یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ کسی شخص کو صرف پروپیگنڈے یا کسی طاقت کو خوش کرنے کی وجہ سے اس کے بنیادی حق یعنی تعلیم سے محروم کر دیا جائے اور ایسے اقدامات کیے جائیں جن سے اس کے لیے تعلیم حاصل کرنے کے راستے مسدود ہو جائیں اور وہ چاہتے ہوئے بھی اپنے آپ کو زیور تعلیم سے آراستہ نہ کرسکے۔ حالانکہ اس وقت بین الاقوامی مسائل میں سے ایک مسئلہ ناخواندگی بھی ہے اور اس سے نمٹنے کے لیے پوری دنیا میں زبردست اقدامات کیے جا رہے ہیں، لوگوں کو تعلیم کی طرف متوجہ کرنے اور بچوں کو پڑھانے

کے سلسلے میں مختلف پروگرام تشکیل دیئے جارہے ہیں، حکومتیں مفت تعلیم کے پروگرام چلارہی ہیں اور گھر گھر جا کر والدین کو اس بات پر راضی کیا جارہا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو بجائے کام کاج میں لگانے کے اسکولوں میں بھیجیں، اس کے لیے مختلف ترغیبات دی جارہی ہیں اور پوری دنیا کی جامعات اور یونیورسٹیاں طلبہ کو باقاعدہ وظائف اور دیگر سہولیات دے کر پڑھارہی ہیں۔ ہر ملک کی یونیورسٹیاں دوسرے ممالک کے لیے نشستیں مخصوص کرتی ہیں اور ان ممالک کے طلبہ کو دعوت دیتی ہیں کہ وہ ان کے یہاں آکر مختلف شعبوں میں تعلیم حاصل کریں، ایسے میں ہماری حکومت کا یہ فیصلہ کہ غیر ملکی طلبہ کو ملک بدر کیا جائے، ایک ایسا فیصلہ ہے جس کی اجازت کوئی ضابطۂ اخلاق اور قانون نہیں دیتا، چاہے وہ قانون پاکستانی ہو یا کوئی اور، ملکی سطح کا قانون ہو یا بین الاقوامی سطح کا، شرعی نقطۂ نظر سے بھی یہ فیصلہ بے جا اور غیر ذمہ دارانہ ہے۔ شریعت اسلامی کہ جس کی وحی کی ابتداء ہی ''پڑھ اپنے رب کے نام سے'' ہوتی ہے کیسے کسی کو یہ اختیار دے سکتی ہے کہ وہ کسی کو زیور تعلیم سے محروم کرے یہ ملک اسلام کے نام پر بنا اور اس کا نام ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' ہے، دینی علوم کے حصول کے لیے آنے والے طلبہ کو ملک بدر کرنا، وطن عزیز کی نظریاتی اساس کے بالکل خلاف ہے۔

پاکستان کے لیے یہ بات ایک اعزاز کی حیثیت رکھتی ہے کہ پوری دنیا کے مختلف خطوں سے لوگ دین کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے یہاں آتے ہیں، اسلامی علوم میں پاکستان پوری دنیا میں ایک مرکزی اور ممتاز حیثیت رکھتا ہے، اسی بناء پر دنیا بھر کے طلبہ اسلامی تعلیم کے حصول کے لیے یہاں کا رُخ کرتے ہیں، اس کے برعکس اگر پاکستان میں کسی فرد کو دنیاوی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی ہو تو وہ اس کی اعلیٰ تعلیم کے لیے باہر کے ممالک کا رخ کرتا ہے، اب تعلیم یا تو دینی ہے یا دنیاوی اگر پاکستان میں دنیاوی تعلیم کا ایسا انتظام نہیں کہ اُسی کے باشندے باہر نہ جاسکیں تو کم ازکم پاکستان کو یہ اعزاز تو حاصل ہے کہ دین کی اعلیٰ تعلیم کے لیے دیگر ممالک سے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اس شعبے میں ہم لینے کی بجائے دے رہے ہیں، درآمد کرنے کے بجائے برآمد کررہے ہیں۔ یقیناً یہ ایک ایسا اعزاز ہے کہ جس پر بجا طور پر فخر کیا جاسکتا ہے، مگر افسوس صد افسوس آج ہم اس قابل قدر فخر، رتبے اور مقام سے دستبردار ہورہے ہیں۔

اگر خود ملکی مفاد کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ یہاں سے پڑھ کر جانے والے غیر ملکی طلبہ دراصل وہاں پر پاکستان کے غیر رسمی مخلص سفیر کا کردار ادا کرتے ہیں جو اپنے اپنے ممالک میں جا کر پاکستان کے مفادات کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنے معاشرے میں پاکستان کو بحیثیت ایک انسان دوست اور صلح جو ملک کے طور پر متعارف کرواتے ہیں، ان کی خدمات دیکھ کر وہاں کے لوگوں کے دلوں میں پاکستان کی محبت اور اس کی عزت مزید بڑھ جاتی ہے، وہاں کے باشندے پاکستان کو بحیثیت ایک محسن کے دیکھنے لگتے ہیں اور وہی مقام واحترام پاکستان کو دیتے ہیں جو ایک محسن کو دیا جاسکتا ہے۔ اس وقت کتنے علماء یورپ، امریکہ، افریقہ اور دنیا کے دیگر خطوں میں پھیلے ہوئے ہیں جن کی مادر علمی پاکستان ہے اور وہ ان علاقوں میں قابل فخر خدمات انجام دے رہے ہیں، پاکستان سے تعلیم حاصل کر کے جانے

والے کتنے ہی علماء ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک بالخصوص مغرب میں اسلامک سنٹرز چلارہے ہیں، اسلام کے بارے میں پیدا ہونے والی غلط فہمیاں دور کر کے دنیا کو اسلام کی حقیقی تصویر دکھارہے ہیں ایک بڑی تعداد ایسے علماء کی بھی ہے جو اخبارات، رسائل، ریڈیو اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے پوری دنیا میں اسلامی تعلیمات کو روشناس کرارہے ہیں، یقیناً ان کے ان تمام کارناموں کا حقیقی کریڈٹ پاکستان کو جاتا ہے۔

اس لیے صدر پاکستان کا یہ فیصلہ کہ غیر ملکی طلبہ کو دینی مدارس سے بے دخل کردیا جائے حالانکہ ان طلبہ کے پاس پاکستان میں رہ کر تعلیم حاصل کرنے کا مکمل قانونی جواز موجود ہے اور وہ باقاعدہ تعلیمی ویزہ کی بنیاد پر یہاں زیر تعلیم ہیں، یہ فیصلہ عقل، قانون، اخلاق اور شریعت کے بالکل منافی ہے۔

بالفرض والمحال اگر ارباب مدارس یہ مطالبہ مان لیں اور غیر ملکی طلبہ کو مدارس سے نکال دیں تو ایک صاحب عقل و شعور کے لیے اسی فیصلے کے مضر اثرات کو جاننا کوئی مشکل نہیں، اول تو یہ کہ تعلیمی اداروں سے ان کا اخراج ہی ایسا اقدام ہے کہ جس کی وجہ سے عالمی برادری میں پاکستان کی ساکھ کو سخت دھچکا لگے گا۔ کیونکہ یہ طلبہ پاکستان اور اپنے ملک کے قوانین وضوابط کے مطابق مکمل قانونی اجازت سے یہاں مقیم ہیں اور ان کے پاس وہ تمام دستاویزات موجود ہیں جو کسی بھی طالب علم کے لیے بیرون ملک تعلیم حاصل کرنے کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔ اس لیے ان طلبہ کا اخراج یقیناً ایک کھلی قانون شکنی ہے جس سے کسی بھی ملک کا وقار بحال نہیں رہ سکتا، نیز وہ مسلم ممالک جہاں سے یہ طلبہ تعلیم کی غرض سے آئے ہیں اور وہاں کے معاشرے میں پاکستان اور پاکستانیوں کے لیے ایک نرم گوشہ اور ہمدردی اور محبت کے جذبات پائے جاتے ہیں یہ بات ان پر غلط اثر ڈالے گی اور جہاں ان معاشروں میں پاکستان کے لیے ایک گونہ سختی وشدت پیدا ہوگی وہاں بین الاقوامی سفارتکاری اور عالمی معاملات میں پاکستان کے ہمدرد عناصر میں یقیناً کمی واقع ہوگی۔ اس کے برخلاف ہمارے حریف اس فیصلے سے خوب فائدہ اٹھائیں گے جن میں سرفہرست بھارت کا نام ہے جس دن ہمارے سرکاری حلقوں کی طرف سے یہ اعلان ہوا کہ غیر ملکی طلبہ پاکستان چھوڑ دیں اسی دن سے بھارت نے یہ اعلان کردیا ہے کہ وہ طلبہ جن کے پاکستان میں تعلیم حاصل کرنے پر پابندی لگی ہے ہمارے دروازے ان کے لیے کھلے ہیں اور ہم باڈر اور ائیر پورٹ پر ہی ان کو ویزے جاری کردیں گے، ان اعلانات کی وجہ سے بین الاقوامی سطح پر دونوں ملکوں کے بارے میں جو تصور پیدا ہوا ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ بھارت باوجود جمہوریت کا گلا گھونٹنے کے جمہوری کہلایا اور ہماری حکومت ایک آمرانہ اور متشدد حکومت کے طور پر منظر عام پر آئی، اس لیے ہم ارباب اقتدار کو خلوص دل سے یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اس بارے میں کسی کے بھی دباؤ میں نہ آئیں بلکہ انتہائی ہوشمندی اور سنجیدگی کے ساتھ ارباب مدارس سے مذاکرات کر کے جلد از جلد اپنے اس فیصلہ سے دستبردار ہو کر بالغ نظری کا ثبوت دیں۔

حاصل یہ کہ ہر وہ طالب علم جو باقاعدہ قانونی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے یہاں زیر تعلیم ہے عقلاً قانوناً، اخلاقاً اور

شرعاً ان کو مدارس سے بے دخل کرنا ٹھیک نہیں، یہ فیصلہ یکسر ملکی مفاد کے خلاف ہے کیونکہ پاکستان میں دین کی اعلیٰ تعلیم کا بندوبست خود پاکستان کے لیے باعث فخر اور اعزاز کی بات ہے اور ان طلبہ کا پاکستان سے اخراج عالمی اور مسلم برادری میں پاکستان کی سبکی اور اس کے غیر متوازن ہونے کا بین ثبوت ہے جس کی وجہ سے ہم مختلف معاشی وسیاسی مسائل کا شکار ہوں گے اور ہمارا دیرینہ حریف اس سے بھرپور فائدہ وثمرات حاصل کرے گا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ارباب حل وعقد اس مسئلہ کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کریں گے اور پاکستان میں دینی علوم کے حصول کے لیے رخ کرنے والے غیر ملکی طلبہ کو وہ تمام سہولیات فراہم کریں گے جو اس وقت پڑوسی ملک بھارت فراہم کر رہا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

اتحاد تنظیمات مدارس کا ۳۱ دسمبر تک غیر ملکی طلبا کو ملک بدر کرنے کی ڈیڈ لائن پر عملدرآمد سے انکار

دینی مدارس کے اتحاد نے کہا کہ مدارس میں پڑھنے والے ۷۰۰ غیر ملکی طلباء کو ۳۱ دسمبر ۲۰۰۵ء تک ملک بدر کرنے کی صدر جنرل پرویز مشرف کی ڈیڈ لائن پر عمل نہیں کریں گے۔ یکم جنوری کو اسلام آباد میں تمام مدارس کا علماء کنونشن منعقد ہوگا۔ اس میں سیاسی رہنما بھی شریک ہونگے اور اس میں مستقبل کا لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔ اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے سیکریٹری کوآرڈینیشن مولانا محمد حنیف جالندھری نے پریس کانفرنس میں کہا کہ صدر مشرف نے غیر ملکی طلباء کو نکالنے کا فیصلہ مدارس، حکمران اور اتحادی جماعتوں کو اعتماد میں لیے بغیر کیا ہے۔ یہ فیصلہ امتیازی، جانبدارانہ، غیر آئینی اور غیر شرعی ہے۔ مدارس میں پڑھنے والے طلباء کے پاس ویزے اور اپنے ممالک کے این او سی بھی ہیں تو ان کو ملک بدر کیوں کیا جا رہا ہے؟ یہ طلباء کسی جرم میں ملوث ہیں اور نہ ہی غیر قانونی سرگرمیوں میں فیصلہ واپس لینے کے لیے سیاسی دینی جماعتوں میں اتفاق رائے پیدا کیا جائے گا۔ مدارس کے رہنما گذشتہ چار ماہ سے صدر مشرف سے اس مسئلے پر ملاقات کے لیے وقت مانگ رہے ہیں مگر انہیں وقت نہیں دیا جا رہا۔ تنظیمات مدارس کے مطابق ۷۰۰ طلبا اپنی مرضی سے واپس گئے ہیں۔ مدارس نے ابھی تک کسی بھی طالب علم کو ملک بدر نہیں کیا۔ ☆☆☆